ہوجائے گا۔ استاد کو خاص طور سے پانچ چیزوں کی طرف توجہ دینا چاہئے: حروف کا علم، الفاظ کے معانی، مصرعہ، بیت اور آموختہ۔ اگر تعلیم کا یہ طریقہ اختیار کیا جائے تو بچہ ایک مہینہ بلکہ ایک دن میں اتنا سیکھ جائے گا جسے سیکھنے میں دوسروں کو سال لگتے ہیں اور لوگ متحیر رہ جائیں گے۔ ہر بچہ کو چاہئے کہ وہ اخلاق، حساب، ترقیم اعداد (سیاق) کاشتکاری، مساحت، ہندسہ، ہیئت، قیافہ، تدبیر منزل، سیاست مدن، طب، منطق طبیعیات، الٰہیات اور ریاضیات پر کتابیں پڑھے۔ تمام علوم بتدریج حاصل کئے جائیں۔

سنسکرت کی تعلیم میں طلبار کو دیاکرن، نیائے، بیدانت اور پاتنجل کو سیکھنا چاہئے۔ کسی شخص کو بھی اُن علوم کی طرف سے بے اعتنائی نہیں برتنا چاہئے جن کی عہد حاضر میں ضرورت ہے۔[1]

---

[1] در ہر کشور خاصہ دریں آباد بوم سالہا نوآموز را بدبستان بازدارند و مفردات حرف معجم را بچندیں گونہ اعراب آموزش رود۔ بفراواں تا مرگرانی انفاس رائگاں شود۔ بفرمودہ گیتی خداوند حروف ابتث را برنویسند و دیگرگوں پیکر را بر انسان نگارند۔ نخست بصورت و نام آشنا گردند و دو روز بیش نکشد کہ از نقوش پیوستہ آگہی برگیرد۔ و چوں ہفتہ بدیں دریافت تنومندی یابد و لختے نظم و نثر شناسا رود و در نیایش ایزدی و اندرز گزاری جدا نگاشتہ در آموز ندو کوشش رود کہ ہر یک را خود بشناسد واندکے استاد دست گیری کند۔ و چندے ہر روز یک مصرع یا یک بیت بانجام رساند۔ در کمتر زمانے سواد خوانی روشنی پذیرد۔ و آموزگار را ہر روز از پنج چیز آگہی برجوید: شناسائی حروف، الفاظ، مصرع، بیت، پیشیں خواندہ۔ بدیں روش آنچہ لبا لبا آموختے بماہ بل بروز کشید جہانے بشگفت درآمد۔ اخلاق، حساب، سیاق، فلاحت، مساحت، ہندسہ، نجوم، رمل، تدبیر منزل، سیاست مدن، طب، منطق، طبیعی، ریاضی، الٰہی، تاریخ مرتبہ اندوزد۔

* و از ہندی علوم بیاکرن، نیائے، بیدانت، پاتنجل برخوانند و ہر کس را از بایست وقت درنگذرانند۔ (آئین اکبری: مطبوعہ نولکشور پریس۔ جلد اول دفتر ثانی، آئین آموزش صفحہ ۱۴۳)

یہ قوانین مکتب کی تنظیم پر نئی روشنی ڈالتے ہیں اور اُن سے اُس عہد کے مدارس کے بارے میں مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں ۔[1]

---

[1] انگریزی ترجمہ آئین اکبری از بلاخمین صفحہ ۲۰۰ ۔

تفسیر مظہری عربی کامل

دس ضخیم جلدوں میں

فقیہ الہند قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح کی لاثانی تفسیر

تفسیر مظہری مختلف خصوصیتوں کے لحاظ سے تمام تفسیروں میں بہترین سمجھی گئی ہے۔ احادیث و آثار کے بیان، کلام الٰہی کے مطالب کی تفہیم اور احکام شرعیہ کے استنباط اونکی تشریح و تفصیل حنفی نقطۂ نگاہ کے اعتبار سے قاضی صاحب کی یہ تفسیر اپنا جواب نہیں رکھتی ادارہ نے اولاً نایاب قلمی نسخوں کو فراہم کرکے اس کو شائع کیا تھا جو عرصہ سے نایاب تھی اب حال ہی میں دوبارہ اس کو مکمل کرکے شائع کیا ہے۔ مدارس عربیہ اور تاجرانِ کتب کی اطلاع کی غرض سے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ عربی کتاب کے خواہشمند جلد طلب فرمالیں ورنہ ابتدائی حصص ختم ہوجانے پر مزید انتظار کرنا ہوگا۔

قیمت کامل سٹ نوے روپے

نیجر مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

ابن خلدون اور ابن خطیب کے تعلقات

از جناب احتشام بن حسن صاحب
ایم، اے، بی، ٹی، ایچ (انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹیڈیز، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

اندلس کی تاریخ میں چودھویں صدی عیسوی کا زمانہ انتہائی خلفشار اور سیاسی بحران کا زمانہ گذرا ہے، عیسائی حکمرانوں نے حالات کی نزاکت سے فائدہ اٹھا کر غرناطہ کی مسلم مملکت پر متعدد بار حملے کیے دوسری طرف مسلم حکمرانوں نے بھی باہمی بغض و حسد کا مظاہرہ کیا اور کئی باران حکمرانوں نے غرناطہ کی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ان تمام حالات نے مملکت کے سیاسی استحکام کو متزلزل کر دیا لیکن یہاں کی علمی فضا بدستور اصحاب علم و فضل کو نوید جانفزا دیتی رہی۔ علم و فضل کے ستارے اس تیرہ و تار آسمان پر شہاب ثاقب بن کر چمکتے رہے۔

اندلس کا نامور مؤرخ و ادیب لسان الدین ابن خطیب تلمسانی (۱۳۱۳/۱۳۷۴ء) معروف بہ ذوالوزارتین بھی اسی زمانہ میں اوج ترقی پر پہنچا۔ درحقیقت غرناطہ کی تہذیبی و ثقافتی زندگی، علمی و ادبی مجلسیں، علماء و فضلا کے مناظرے و مباحثے علم نوازوں کے لیے، مایۂ کشش بن گئے تھے اور غالباً یہی وجہ تھی کہ اسلامی دنیا کا عظیم مؤرخ اور فلسفۂ تاریخ کا مؤسس ابو زید عبدالرحمٰن ابن خلدون (۱۳۳۲/۱۴۰۶ء) تیونس کی سرزمین کو خیرباد کہہ کر غرناطہ آنے کا خواہش مند ہوا۔

اس دور کے اندلس کے سیاسی حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مملکت غرناطہ کے سلطان ابوالحجاج یوسف (عہدِ حکومت ۱۳۳۳-۵۴ء) کی شہادت کے بعد ان کا بیٹا محمد خامس معروف بہ الغنی باللہ ۱۳۵۴ عیسوی میں غرناطہ کی حکومت کا والی بنا۔[لہ] وہ چند ہی سال

لہ IMAMUDDIN: A Political History of Muslim Spain. P. 174.

حکومت کر سکا تھا کہ اس کی سوتیلی ماں نے اپنے حقیقی بیٹے اسماعیل بن یوسف کو اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کیا چنانچہ ۱۳۵۹ء میں اسماعیل بن یوسف نے علم بغاوت بلند کر کے غرناطہ کے تخت پر قبضہ کر لیا[1] محمد خامس اپنی جان بچا کر غرناطہ سے بھاگ نکلا اور مقام قادستیہ میں پناہ گزین ہوا[2]، وہاں کے عوام نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور ان کو ہر طرح کی امداد و اعانت کا یقین دلایا۔ ان کا وزیر خاص اور معتمد جنرل ابن الحاجب باغیوں کے ہاتھوں قتل ہوا اور اس کا گھر تباہ و برباد کر دیا گیا نیز ان کے وزیر و کاتب لسان الدین ابن خطیب کو باغیوں نے پہلے اماں دی پھر ایک جماعت کے خلاف ہو جانے پر اس کو قید کر دیا[3]۔ سلطان مغرب ابو سالم المرینی کو جیسے ہی محمد خامس کے خلاف بغاوت ہونے کی اطلاع ملی، اس نے اپنی دیرینہ دوستی اور نسبت کی بنا پر اپنے دربار کے خاص نمائندے ابوالقاسم الشریف کو غرناطہ بھیجا تاکہ وہ وہاں کے حالات کا جائزہ لے اور ان کے تاثرات اسمٰعیل بن یوسف کو بتائے نیز ابن خطیب کو رہائی دلائے۔ ان کی اس جد و جہد کے نتیجے میں اسمٰعیل نے ابن خطیب کو رہا کر دیا لیکن محمد خامس کو غرناطہ کی حکومت نے واپس دینے سے قطعی انکار کر دیا[4]

ابن خلدون و ابن خطیب کی ملاقات:

محمد خامس اپنی مملکت کو دوبارہ حاصل کرنے کا منصوبہ بنا کر ابن خطیب کے ہمراہ ۲۸ فروری ۱۳۵۹ء کو فاس Fez[5] پہنچے۔ فاس کے

---

[1] ابن خطیب: اللمحۃ البدریہ ص ۱۰۵-۴۴ [2] دائرۃ المعارف: ج ۳ ص ۲۶ (مطبوعہ بیروت ۱۹۶۰ء)

BROCKALMANN: History of the Islamic People P. 215 [3]

[4] دائرۃ المعارف: ج ۳ ص ۱۳ (مطبوعہ بیروت ۱۹۶۰ء) [5] مقام Fez (فاس) یہ شہر قرطبہ کے قریب واقع ہے اس کی تاسیس امیر ادریس اوّل نے ۷۸۹ عیسوی میں کی تھی، مغرب اقصیٰ کا یہ شہر اپنے زمانہ عروج میں اسلامی ثقافت کا مرکز، علمی دنیا کا کعبہ اور شہروں کا نگینہ رہا۔ ـ درشمالی عرض ۳۴ - ۴ ۳ مغربی طول ۵۹ - ۴ (یاقوت: ۳۲۹ -

E. Livi - Provençal = La Fondation de Fes (Paris Larose 1939.)

سلطان ابو سالم المرینی نے اُن کا خیر مقدم کیا، ابن الخطیب نے "سلا" پر قیام کے دوران سلطان ابو سالم المرینی کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس سے سلطان ابو سالم المرینی اور اُن کے رفقاء بے حد متاثر ہوئے[1]۔ ابن خلدون بھی وہاں سلطان ابو سالم المرینی کے سکریٹری خاص کی حیثیت سے موجود تھے، ابن خطیب کے اس معرکۃ الآراء قصیدہ سے بے حد متاثر ہوئے بعد میں اس قصیدے کو ابن خلدون نے اپنی کتاب "کتاب العبر" میں نقل بھی کیا، اس قصیدے کے چند اشعار یہ ہیں[2]:

سلا ہل لدیہا من مخبرۃ ذکر؟ — وہل أعشب الوادی ونم بہ الزہر؟

وہذا ابن نصر قد أتی، وجناحہ — کسیر ومن علیاک یلتمس النصر

غریب یرجی منک ما أنت أہلہ — فان کنت تبغی الفخر، قد جاءک الفخر!

ففز یا أمیر المؤمنین، ببیعۃ — مؤثقۃ قد حلّ عروتہا الغدر

ومثلک من یرعی الدخیل، ومن دعا — بیا لمرین، جاءہ العزّ والنصر،

فاس کے دوران قیام محمد خامس کے تعلقات وہاں کے علماء کبار مثلاً احمد بن عاشر اور ابن خلدون وغیرہ سے قائم ہو گئے ابن خلدون نے ان کی ہر طرح خاطر داری اور تواضع کی نیز ان کو فوجی امداد دلانے کے لیے بھی پوری کوشش کی۔ اس طرح ابن خلدون اور ابن خطیب کے مابین دوستی و موانست کا رشتہ مضبوط ہو گیا۔ محمد خامس ابن خلدون کے اخلاق، ذہانت و علمیت سے گرویدہ ہو گیا اس نے اپنے اہل و عیال کی نگہداشت بھی اس کو تفویض کر دی۔

سلطان مغرب ابو سالم المرینی نے حسب وعدہ چند روز بعد افریقی فوج اور جہاز محمد خامس کی معاونت کے لیے ان کے ساتھ روانہ کر دیا لیکن بدقسمتی سے یہ فوج ابھی ساحل سمندر تک پہنچ بھی نہ پائی تھی کہ سلطان ابو سالم المرینی کے خلاف ان کے بھائی ابو عمر نے بغاوت کر دی اور ابو سالم المرینی کو قتل کر کے خود حاکم بن بیٹھا[3] نئے حکمراں ابو عمر نے محمد خامس کو دی ہوئی فوجی امداد واپس لے لی۔

---

[1] دائرۃ المعارف: جلد ۳ ص ۱۰۳ (مطبوعہ بیروت ۱۹۹۶) وابن خلدون: التعریف ص [2] نفح الطیب: ۷ ص ۱۴۳ والتعریف ص ۹۸۔ [3] رشید اختر ندوی: مسلمان اندلس میں، ص ۴۲۔

محمد خامس اس وقت رونڈا کے مقام پر پہنچ چکے تھے انھیں اس اچانک انقلاب سے صدمہ پہنچا۔ محمد خامس کے اہل وعیال ابن خلدون کی نگرانی میں فاس (Fez) میں ہی مقیم رہے۔

عین اسی زمانہ میں غرناطہ میں اسماعیل بن یوسف کے خلاف ان کے فوجی مشیر اور جنرل ابوسعید نے اچانک علم بغاوت بلند کردیا اور غرناطہ کی آبادی کو تہ تیغ کر ڈالا[1]۔ محمد خامس کو جب اس انقلاب کی خبر ملی تو ان کی ڈھارس بندھی اور انھوں نے اپنے نمائندے قشتالیہ کے شاہ ڈان پیڈرو کے پاس بھیجے تاکہ وہ انھیں اپنے عہد حکومت کا معاہدہ یاد دلائیں جس کی رو سے وہ فوجی امداد کے مستحق تھے۔ ڈان پیڈرو غرناطہ کے حالات سے پوری طرح باخبر تھا اور خود بھی موقعہ کی تلاش میں تھا چنانچہ اس نے کافی فوج محمد خامس کی اعانت کے لیے رونڈا روانہ کردی، اس فوج کی مدد سے محمد خامس ۱۳۶۲ء میں غرناطہ واپس آگئے[2]۔ مکمل تسلط حاصل کرنے کے بعد ابن خطیب کو فاس بھیجا تاکہ وہ ان کے اہل وعیال کو واپس لائیں۔ ابن خطیب اور ابن خلدون کے درمیان جو دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے وہ بعد میں اور بھی مضبوط ہو گئے[3]۔

فاس کی حکومت بھی سیاسی ریشہ دوانیوں کا شکار رہی اور بالآخر وہاں پھر ۱۳۶۲ء میں ایک انقلاب آگیا، ابن خلدون نے اس انقلاب میں سرگرمی سے حصہ لیا اور حاکم بجایہ کے ساتھ مل کر سلطان فاس ابوعمر کے خلاف بغاوت کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن راز افشا ہو جانے پر ابن خلدون کو ناخوشگوار حالات کا سامنا کرنا پڑا، چنانچہ انھوں نے ان حالات سے چھٹکارا پانے کے لیے اسپین چلے جانے کا ارادہ کیا[4]۔ اس کی تفصیل انھوں نے اپنی سوانح "التعریف بابن خلدون" میں درج کی ہے اور لکھا ہے اور محمد خامس اور ابن خطیب سے قدیم

---

[1] دائرۃ المعارف: جلد ۳ ص ۱۳ [2] دائرۃ المعارف: جلد ۳ ص ۱۳ (مطبوعہ بیروت ۱۹۶۱ء) [3] محمد عبداللہ عنان: مقدمہ الاحاطۃ فی اخبار غرناطہ، [4] ابن خلدون: التعریف بابن خلدون ورحلتہ شرقاً وغرباً ص ۷۹ (مطبوعہ مصر ۱۹۵۱ء)

تعلقات کا بھی ایک جائزہ لیا ہے۔

وجعلت أنا طريقي على الاندلس، وكان سلطانها أبو عبدالله المخلوع حين وفد على السلطان أبي سالم المريني بفاس، وأقام عنده حصلت لي معه سابقة، وصلة وسيلة خدمة، من جهة وزيره أبي عبدالله بن الخطيب وما كان بيني وبينه، من الصحابة، فكنت أقوم بخدمته وأعتمل في قضاء حاجاته في الدولة. ولما أجاز، باستدعاء الطاغية لاسترجاع ملكه، حين سند ما بين الطاغية وبين الرئيس المتوثب عليه بالأندلس من قرابته، خلفته فيمن ترك من عياله وولده بفاس، خير خلف، في قضاء حاجاتهم، وإدرار أرزاقهم من المتولين لها والاستخدام لهم"[1]

اس اقتباس سے ابن خلدون اور ابن خطیب نیز محمد خامس کے باہمی تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔ ابن خلدون اپنے سفر کے حالات میں لکھتے ہیں[2]: کہ

جب میں نے اندلس جانا طے کرلیا تو میں نے اپنے اہل وعیال کو ان کے ماموں کے پاس قسطنطنیہ بھیج دیا اور اُن کے واسطے میں نے سلطان ابوالعباس جو کہ سلطان ابی یحییٰ کے پوتے تھے ان کو لکھ دیا کہ وہ میرے اہل وعیال کی نگرانی کریں۔ میں سبتہ کی جانب روانہ ہوگیا اور جبل الفتح سے گذرتا ہوا غرناطہ کے قریب مقام بریدہ پر پہنچا جہاں میں نے رات گذاری اور اپنے آنے کی اطلاع ابن خطیب اور محمد خامس کو لکھ بھیجی چنانچہ مجھے ابن خطیب کا جوابی مراسلہ ملا جس میں میرے آنے پر اظہار مسرت کیا گیا تھا اور محبت ونوازش سے بھرے ہوئے الفاظ میں مجھے مبارکباد دی تھی۔

---

[1] ابن خلدون: التعريف بابن خلدون ورحلته شرقاً وغرباً ص ۷۹ (المطبوعہ مصر ۱۹۵۱ء)

[2] " " ۸۴ " " " " " " "

حلت حلول الغيث بالبلد المحل على الطائر الميمون والرحب والسهل
يمينا بمن تعنو الوجوه لوجهه من الشيخ والطفل المهدا و الكهل
لقد نشأت عندي للقياك غبطة تنسي اغتباطي بالشبيبة والاهل
وودي لا يحتاج فيه لشاهد وتقريري المعلوم ضرب من الجهل

ابن خطیب کا یہ خط پانے کے بعد ابن خلدون غرناطہ کی جانب چل دیئے چنانچہ خود لکھا ہے :-

> کہ دوسرے دن صبح ۸ ربیع الاول ۷۶۴ھ کو میں شہر میں داخل ہوا، سلطان محمد خامس نے میرا خیر مقدم کیا اور ایک محل میرے قیام کے لیے مخصوص کر دیا اور سواری نیز دیگر اہتمام کا حکم دیا، مجلس میں مجھے عزت و احترام کے ساتھ بٹھایا اور خلعت و انعام سے نوازا۔ وزیر ابن خطیب نے میری قیام گاہ پر حاضری دی اور مجلس شعر و سخن آراستہ کی، خلوت و جلوت میں انس و محبت کا اظہار اور شفقت بے پایاں کی غرض اسی طور پر میں وہاں رہتا رہا، [۱]

ابن خلدون کو اپنی دیرینہ خدمات کے توسل سے نہ صرف محمد خامس کا اعتماد حاصل ہو گیا بلکہ بہت جلد ہی وہ مصاحبین خاص میں شامل کر لیا گیا، ۷۶۵ھ میں پہلی بار محمد خامس نے ان کو اپنا سفیر بنا کر قشتالیہ کے ظالم عیسائی حکمران پیڈرو اول کے پاس بھیجا پیڈرو کو پہلے ہی سے اس کے یہودی دوست ابراہیم بن ضرار نے ابن خلدون کی شمالی افریقہ میں سرگرمیوں اور اشبیلیہ سے ان کی خاندانی نسبت اور برتری کی بابت اطلاع دے رکھی تھی۔ اس لیے پیڈرو نے ابن خلدون کی بے حد عزت و تکریم کی۔ اور ان سے اشبیلیہ میں قیام کرنے کی درخواست کی نیز ان کو ان کے اجداد کی وہ تمام املاک واپس کرنے کی کھلی پیش کش کی

---

[۱] ابن خلدون: التعريف بابن خلدون ص ۸۴ (مطبوعہ مصر ۱۹۵۱ء) نیز دیکھئے Franz Rosenthal: The Muqaddimah, P. 49

جو اس وقت شہر میں موجود تھیں لیکن ابن خلدون نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ ان کی اس پیش کش کو رد کر دیا[۱] جس سفارتی مشن کو لیکر وہ گئے تھے اس میں ان کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور تحائف لیکر غرناطہ واپس آئے[۲]

قیام غرناطہ کے علمی مشاغل:

اس سفارتی مہم میں ابن خلدون کی کامیابی نے محمد خامس کے دربار میں ان کی عزت اور بڑھا دی۔ اور اب ان کو سلطان محمد خامس سے پہلے سے زیادہ قربت حاصل ہوگئی، اکثر اوقات باہمی گفتگو اور تبادلہ خیال خلوت میں ہونے لگا، گھنٹوں خلوت میں ملاقاتیں رہتیں۔ محمد خامس علم کا شیدائی تھا اب اس کو ابن خلدون جیسا عالم اور ذہین معلم مل گیا تھا چنانچہ وہ اب ان سے علوم شرعیہ، فلسفہ و منطق اور ریاضی وغیرہ پڑھنے لگا، ابن خلدون بھی پوری توجہ سے نوعمر سلطان محمد خامس کو تعلیم دیتا رہا اس نے سلطان کے لیے کئی کتابیں بھی تصنیف کیں[۳]

اس نے سلطان کی ذہنی تربیت کی غرض سے ایک رسالہ "دالا قتالی للسلطات" کے نام سے تصنیف کیا[۴] علم ریاضی پر بھی ایک کتاب تصنیف کی جس کا ذکر مشہور مستشرق روزن تھال نے مقدمہ ابن خلدون کے انگریزی ترجمہ کے دیباچہ میں ELEMENTARY ARITHMATIC کے نام سے کیا ہے[۵] وہ محمد خامس کو فلسفہ کی تعلیم بھی دے رہا تھا

---

۱ دائرۃ المعارف: ج ۳ ص ۲۵ (مطبوعہ بیروت ۱۹۶۱ء) ۲ Franz Rosenthal:
The Muqaddimah; P. 49. نیز دیکھئے علامہ المقری: نفح الطیب: جلد ۴ ص ۱۷
۳ دائرۃ المعارف، جلد ۲ ص ۲۶ (مطبوعہ بیروت) نیز دیکھئے Franz Rosenthal:
The Muqaddimah: Pre. XL ۱۷۰ ۴ F. Rosenthal Muq-
addimah; P. XL ۱۷ ۵ ابن الخطیب: الاحاطہ فی اخبار غرناطہ؛ ج ۲
F ۱۹۴ مندرجہ "مقدمہ" مترجمہ روزن تھال ص ۱۱۱ X

اس لیے اس نے فلسفہ ابن رشد کا ایک ملخص بھی اس کے لیے تیار کیا[1]۔ امام فخر الدین رازی کی تصنیف " المحصل " کی بھی تلخیص کی ہے جس کا نام " لباب المحصل فی اصول الدین " رکھا، یہ تلخیص عرصہ دراز تک اسکوریال کی لائبریری میں مخطوطہ کی شکل میں پڑی رہی جس کو ایک مستشرق Fr. Luciano Rubio نے ۱۹۵۲ء میں TETUTAN سے شائع کیا: " محصل " کا یہ نسخہ جو خود ابن خلدون کے قلم سے لکھا ہوا ہے اس نے ۱۹ سنہ استاد الآبلی کی مدد سے تیار کیا تھا جن کی نگرانی میں ابن خلدون نے " محصل " کا گہرا مطالعہ کیا تھا اس سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ ابن خلدون INTRICATE PHILOSOPHY. اور اس کے رموز نیز نصیر الدین کی تحریر کردہ توضیحات پر انتہائی درجہ عبور رکھتا تھا۔ اس وقت تک اس کا یہ کام ایک نوشتی کا کارنامہ سمجھا جاتا تھا۔ محمد مہدی نے اس کتاب کا ذکر ابن خلدون کی تصوف پر غیر معروف کتاب کی حیثیت سے کیا ہے[1]۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ ابن خلدون اپنی خود نوشت سوانح " التعریف بابن خلدون " میں سوائے اپنے مقدمے کے اور اپنی کسی کتاب کا ذکر نہیں کرتا ہے جو اس کے نوک قلم سے وجود میں آئی ہو حالانکہ اس کی تقریباً تمام مذکورہ تصنیفات و تالیفات قیام غرناطہ کے زمانہ میں تکمیل پا گئی تھیں اور باوجودیکہ اس نے اپنی سوانح " التعریف " زندگی کے آخری حصہ میں لکھی تھی۔ اس کی اس خاموشی کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی تمام ہنگامہ خیز اور سرگرم عمل زندگی میں کوئی چیز شائع نہ کی ہو یا وہ مقدمہ کی تصنیف کے بعد دوسری کتابوں کو کوئی اہمیت نہ دیتا ہو۔ اس کے باوجود اس کے معاصر دوست ابن الخطیب نے اپنی کتاب " الاحاطہ فی اخبار غرناطہ " میں متعدد مقامات پر ابن خلدون اور اس کی تصانیف کے بارے میں تفصیلات لکھ دی ہیں۔ ابن خلدون نے بھی " الاحاطہ " کا حوالہ متعدد بار اپنی کتاب " تاریخ " میں دیا ہے[2]۔ " الاحاطہ " کا وہ حصہ

---

[1] M. Mahdi: Ibn Khaldun's Philosophy of Hist-ory, 297.

[2] ابن خلدون: التعریف بابن خلدون ورحلتہ غرباً وشرقاً۔

جس میں ابن خلدون کی سوانح درج ہے اسکوریاں کی لائبریری میں موجود ہے[1] ۔ نیز اس میں ابن خلدون کی تصانیف کی ایک فہرست بھی درج ہے۔ ابن خلدون نے ابن الخطیب کی درخواست پر اپنے استاد محمد بن عبدالرزاق اور محمد بن یحییٰ البرجی (۱۳۱۰-۱۳۸۴ء/۷۱۰-۷۸۶ھ) کے: شعر بھی جمع کئے تھے جن کو ابن خطیب نے شاعر کی سوانح حیات کے ساتھ اپنی کتاب "الاحاطۃ" میں درج کردیا ہے[2]۔

ابن الخطیب لکھتا ہے کہ ابن خلدون نے رسول اللہ صلعم کی شانِ اقدس میں لکھے ہوئے "البوصیری" کے قصیدہ "بردہ"[3] کی شرح بھی لکھی ہے جس میں اس نے اپنی اعلیٰ صلاحیتوں، عمیق فکر و نظر اور دقیق معلومات کا اظہار کیا ہے[4]۔

ابن خطیب نے اعتراف کیا ہے کہ غرناطہ کے دورانِ قیام ( ) میں ابن خلدون نے اس کی اصول فقہ پر منظوم کتاب " الحُلل المرقومۃ فی اللمع المنظومۃ" (جو کہ بحر رجز میں لکھا ہوا "ارجوزہ" ہے) کی شرح لکھی[5] جس کا کچھ حصہ میخائیل الغزیری اللبنانی نے شائع کیا ہے۔ اصل مخطوطہ اسکوریال میں محفوظ ہے[6]

---

[1] Bibliotheca Arabico-Hispana Escurialensis
Casiri, M. 105, (Madrid: 1760-67) نمبر 1674 ابن الخطیب: الاحاطۃ: کیٹلاگ مرتبہ۔

[2] مقدمہ ۱۲۲۴ E. Rosenthal: The Muqaddimah Ref XLii

[3] البوصیری نے رسول اللہ کی شان میں یہ قصیدہ "بردہ" کے نام سے تیرھویں صدی عیسوی میں لکھا تھا۔ دیکھا Cf. G. AL I 264 ff Spple I 467. ابن خلدون نے "بردہ" کی ایک کاپی تیمور لنگ کو تحفہ میں دی تھی۔

[4] W. J. Fischel: "Ibn-Khaldun & Tamarlane" P. 41. [5] دکتور علی عبدالواحد وافی: ابن خلدون منشئ علم الاجتماع ص ۸۵۔ [5] "وشرح فی شرح الرجز الصادر عنی فی اصول الفقہ (متن منظوم من بحر الرجز کان الفہ لسان الدین ابن الخطیب فی اصول الفقہ وشرح ابن خلدون فی شرحہ" دکتور علی عبدالواحد وافی: ابن خلدون۔ [6] اسکا ذکر ابن خطیب نے اپنے ایک خط مورخہ ۲۴ جنوری ۱۳۶۸ء میں ابن خلدون سے کیا ہے۔ [6] دکتور علی عبدالواحد وافی، ابن خلدون منشئ علم الاجتماع۔ ص ۸۶

یہ طرف غرناطہ کی علمی و ادبی مجالس اور تعلیمی مشاغل نے ابنِ خلدون کو اپنی طرف کھینچا اور روز بروز ان کی دلچسپی بڑھتی چلی گئی۔ دوسری ایک بڑی وجہ ان کی سیاسی بصارت بھی تھی وہ ایک حساس دل اور مدبرانہ ذہن بھی رکھتے تھے انھوں نے گزشتہ صدیوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی باہمی جنگوں کی تباہی کا بچشم خود مشاہدہ کیا تھا اور حالات کا جائزہ لیتے ہوئے آنے والی تباہی کی بھی پیشین گوئی کر دی تھی۔ محمد خامس کی تحریک پر وہ پیڈرو اوّل کے پاس سمجھوتے کے مشن پر بھی گئے اور باہمی مفاہمت کے لیے سعی کرتے رہے یہاں تک کہ ان دونوں حکمرانوں کے درمیان ایک معاہدۂ امن ہو گیا لیکن حقیقت میں یہ معاہدہ دو برابر کے حکمرانوں کے درمیان کوئی باوقار معاہدہ نہ تھا بلکہ ایک جابر عیسائی بادشاہ کی طرف سے خوف زدہ مسلمان حکمراں کے ساتھ تحکمانہ انداز سے امن برقرار رکھنے کا وعدہ تھا۔ اس معاہدہ کی رو سے قشتالیہ کے حکمراں کے بحری بیڑے کو محمد خامس کی جانب سے ایک فوجی رجمنٹ دیا جانا بھی منظور کیا تھا۔ غرضکہ سیاسی اعتبار سے مسلم حکومت کے زوال کی نشان دہی ہوتی تھی۔ مادّی ذرائع اور وسائل اور تہذیب و تمدّن کے اعتبار سے مسلمانوں کا یہ ملک بہت خوش حال تھا۔ فوجوں میں اکثر شمالی افریقہ کے بربر اور عیسائی غلام بھرتی کیے جاتے تھے جو جدید اسلحہ جات سے لیس ہوتے تھے اور جن کی کمانڈ بادشاہ کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ ان حالات میں ابنِ خلدون، مملکت غرناطہ کے حکمران محمد خامس کو بہت مستعد اور چاق و چوبند دیکھنا چاہتے تھے۔ محمد خامس بھی ابنِ خلدون کی ذہانت اور خیالات سے متاثر تھے۔ اس میں شک نہیں کہ ابن خلدون نے قیام غرناطہ کا زمانہ ضائع نہیں کیا بلکہ اس مدت میں ایک نوجوان، صالح فکر اور خوش مزاج بادشاہ کی ذہنی تربیت میں مصروف رہے خود ان کا خیال تھا کہ جاہل بادشاہ کو سیاسی شعور دینا بے سود ہوتا ہے اس کا ایک تجربہ ان کو شمالی افریقہ کے سلطان ابو سالم المرینی کے گرد و پیش کے حالات اور سیاسی عروج کے مواقع حاصل ہونے کے باوجود ناکام ہونے سے ہوا تھا۔

غرناطہ چھوڑنے کے اسباب : جب تک ابن الخطیب امور مملکت کی دیکھ بھال کرتے رہتے بادشاہ محمد خامس خالی اوقات میں ابن خلدون سے برابر سرگوشیاں کرتا رہتا۔ اس طرح ابن خلدونؒ اور محمد خامس دیر تک مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہتے۔ ابن خلدون ان کو اپنی تصنیفات فلسفہ، ریاضی اور شریعت پڑھاتا رہتا تھا۔[1]

ابن خطیب ان سرگوشیوں پر کڑی نظر رکھتا تھا اس کو ابن خلدون کی بادشاہ سے اتنی قربت کھٹکتی تھی وہ ایک دوربین مفکر تھا اس کو پچاس سالہ زندگی کے نشیب و فراز کا تجربہ تھا اس نے اپنی ساری زندگی اسپین کی انقلاب پرور فضا میں گذاری تھی وہ اس ملک کے حالات اور حکمراں کے مزاج و کردار سے جتنا واقف تھا ابن خلدون اتنا نہیں۔ وہ عملی سیاست کی مکمل تعلیم و تربیت علامۂ روزگار جنرل رضوان کے زیر سایہ مکمل کر چکا تھا۔ اس نے فلسفہ کا مطالعہ کیا تھا اور وہ ابن خلدون کے مقاصد اور اس کے تعلیمی پروگرام کی نوعیت سے آشنا تھا جس کے تحت محمد خامس کو تعلیم و تربیت دی جا رہی تھی ساتھ ہی ساتھ وہ ابن خلدونؒ کے علمی تبحّر سے بھی بے حد متاثر اور اس کے فضل و کمال کا مداح تھا لیکن اس کے ارادوں اور مقاصد کو محمد خامس اور ملک کے امن و امان کے لیے خطرہ محسوس کرتا تھا اس لیے کہ محمد خامس کے بارے میں اس کی رائے تھی کہ " وہ اتنا باصلاحیت نہیں ہے کہ وہ ابن خلدون کی ساری تعلیمات کو بروئے کار لا سکے " بالآخر ابن خطیب نے محسوس کیا کہ ابن خلدون کا یہاں رہنا اس کے اقتدار و اختیار اعلیٰ کے لیے کسی بھی وقت خطرہ بن سکتا ہے۔ ابن خلدون بہت دوررس اور حساس تھا وہ بھی جلد حالات کے رُخ کو بھانپ گیا اور بقول مشہور مستشرق روزنتھال:

> " غرناطہ کے متمدّن ماحول میں، ابن خلدون کا جی لگ گیا اور ساتھ ہی ساتھ اس نے یہ محسوس کر لیا کہ ابن خطیب اس کا دربار میں بڑھتا ہوا اثر و رسوخ پسند نہیں کر رہا ہے تاہم

---

[1] دائرۃ المعارف (عربی) جلد ۳ ص ۲۲ (مطبوعہ بیروت ۱۹۶۱ء)

اس نے یہ ضروری سمجھا کہ کسی بھی طرح باہمی مناقشہ نمودار نہ ہونے دیا جائے۔ درحقیقت اس طرح اس نے ابن خطیب سے اپنے تعلقات میں سر مو فرق نہ آنے دیا اور ساری زندگی یکساں محبت، عزت و احترام کا طریق روا رکھا اور ہمیشہ ان کی اعلیٰ ادبی صلاحیتوں کی تعریف کی[۱]

اِن حالات میں ابن خلدون کے سامنے دو اہم دشواریاں تھیں ایک یہ وہ غرناطہ کو اپنی مستقل رہائش گاہ بنانے کے ارادے سے تمام خاندان کو یہاں لا کر بسا چکا تھا دوسرے یہ کہ یہاں کے ماحول اور دوسری دلچسپیوں سے اس درجہ منسلک ہو گیا تھا کہ اس کو غرناطہ چھوڑتے ہوئے دکھ ہوتا تھا ایک مستشرق کے بقول " ابن خلدون باوجود اپنے مادر وطن شمال مغربی افریقہ سے محبت کرنے کے، اندلس کو اپنا حقیقی اور روحانی وطن سمجھنے لگا تھا"

ابن خلدون نے اپنی سوانح میں غرناطہ سے اپنی واپسی کے اسباب پر کوئی خاص روشنی نہیں ڈالی صرف چند باتوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

" اسی دوران میں چغلخوروں اور بداندیشوں نے میرے بادشاہ سے زیادہ قربت حاصل کر لینے اور خلوت میں ساتھ رہنے سے ابن خطیب کو بدگمان کرا یا اور ہمارے باہمی معاملات میں منافرت پیدا ہو گئی میں نے اس کشاکش کو محسوس کر لیا اور سارے ماحول کو سمجھ لیا اتنے میں میرے پاس سلطان ابی عبداللہ حاکم بجایہ کا خط آیا کہ وہ رمضان میں بجایہ پر قابض ہو گئے ہیں اور مجھے جلد آنے کی دعوت دی چنانچہ میں نے سلطان محمد خامس سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی اس پر انھیں ملال ہوا، میں نے ابن خطیب سے محبت باقی رکھنے کی خاطر غرناطہ چھوڑ دیا"

معاصرانہ چشمک : مذکورہ بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں معاصرین میں کوئی باہمی رقابت منظر عام پر نہ آسکی تھی بلکہ اقتدار و عروج کی کشاکش دونوں کے دلوں میں تیزی سے محسوس ہونے لگی تھی لیکن مستشرقین نے اس واقعہ کو بعید

(1) F. Rosenthal: The Muqaddemah. Preface xlix.

اہمیت دی ہے اور صرف ابن خلدون کی غرناطہ سے واپسی کو ہی معاصرانہ چشمک قرار دیا ہے بروکلمان نے لکھا ہے [1]

" For two years the two great scholars lived in Granada in intimate friendship, which did not, however, permanant-y with stand the inevitable rivalry between them ."

"دو بڑے عالموں نے غرناطہ میں اپنی زندگی کے دو سال دوستانہ روابط کے ساتھ بسر کیے۔ یہ دوستی ان کے درمیان باوجود ناگزیر باہمی رقابت کے آخر وقت تک قائم رہی"

ایک اور مستشرق پروفیسر نکلسن نے بھی ابن خلدون اور ابن خطیب کی رقابت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے [2]

"ابن خلدون ۱۳۶۲ عیسوی میں غرناطہ کے سلطان محمد خامس کے دربار میں آئے اور وہ اس شہر کو اپنا گھر بنانا چاہتے تھے لیکن ان کے پرانے دوست اور وزیر ابن خطیب کی حاسدانہ روش نے انھیں اسپین چھوڑنے پر مجبور کر دیا"

مستشرقین کے علاوہ کسی مسلمان مؤرخ نے ابن خلدون اور ابن خطیب کے مابین حریفانہ کشمکش کا ذکر نہیں کیا۔ اس عہد پر لکھنے والے سب سے اہم مؤرخ علامہ احمد بن محمد المقری تلمسانی نے "نفح الطیب" میں ایک حرف اس سلسلے میں نہیں لکھا نیز خود ابن خطیب نے ابن خلدون کے بارے میں سوائے اس کی تعریف کے ایک حرف ایسا نہیں لکھا جس سے آپس میں کسی معاملہ میں

---

[1] Brockalmann: History of the Islamic peoples P. 216.

[2] Nicholson: A Literary History of the Arabs P. 437.